بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبادت خانہ میں اعتکاف کا حکم

سوال:...... جو مسجد شرعی نہ ہو یعنی عبادت خانہ ہو، اس میں اعتکاف کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:...... حامدا و مصلیا و مسلما: ہمارے اکابر کے بعض فتاوی میں ہے کہ:

اعتکاف کے لئے مسجد شرعی شرط ہے، یعنی جو مسجد شرعی نہ ہو اور عبادت خانہ ہو اگر چہ اس میں پانچ وقت کی نماز ہوتی ہو پھر بھی وہاں اعتکاف درست نہیں۔

(مستفاد: محمود الفتاوی ص ۳۸۳ ج ۴۔ فتاوی دار العلوم زکریا ص ۵۱۵ ج ۹ ط: زمزم پبلشرز، کراچی)

دوسرے بعض اکابر کے فتاوی سے معلوم ہوتا ہے کہ مصلے میں بھی اعتکاف صحیح ہے، یعنی جو مسجد شرعی نہ ہو صرف نماز کے لئے مصلی تیار کیا گیا ہو اس میں اعتکاف کرنا صحیح ہے۔

(مستفاد: فتاوی رحیمیہ ص ۲۰۹ ج ۵۔ کتاب المسائل ص ۲۰۲ ج ۲، باب الاعتکاف)

یورپ اور مغربی ممالک کے بہت سے شہروں اور بستیوں میں شرعی مساجد نہیں ہیں، بلکہ مسلمانوں نے اپنی نماز کی ضرورت کے لئے کسی گھر یا فلکٹری یا کسی چرچ یا کسی ہال یا کسی بڑی منزلہ عمارت کے کسی حصہ میں کوئی جگہ نماز کے لئے خاص کر لی ہوتی ہے۔ اگر اعتکاف کے لئے شرعی مسجد کو شرط قرار دیا جائے تو ان ممالک کی ایک بڑی تعداد اعتکاف کی سنت کی ادائیگی سے محروم ہو جائے گی، اس لئے ان ممالک کے باشندوں کے لئے ان اکابر کے فتاوی کو لائحہ عمل بنانا چاہیئے کہ عبادت خانوں میں بھی اعتکاف صحیح ہے۔

فقہاء نے عورتوں کے اعتکاف کے مسئلہ میں اس کی ''مسجد بیت'' کو مسجد کے حکم میں قرار دیا ہے، اس لئے ضرورت کے وقت جماعت خانہ میں بھی اعتکاف درست قرار دینا چاہیئے۔ (مستفاد: کتاب المسائل ص ۲۰۲ ج ۲، باب الاعتکاف)

علماء نے اس مسئلہ پر بحث کی ہے کہ: اعتکاف سنت علی الکفایہ ہر محلّہ کی مسجد میں ہونا چاہیئے یا بستی کی ایک مسجد میں ادا کرنے سے پورے شہر کے لئے کافی ہو جائے گا؟ تو اس مسئلہ کو تراویح پر قیاس فرما کر لکھا کہ: اس مسئلہ میں اگر چہ کوئی صریح عبارت اور جزئیہ نظر سے نہیں گذرا، مگر تراویح پر قیاس کرتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ: جس طرح تراویح ہر محلّہ کی مسجد میں مسنون ہے، اسی طرح اعتکاف بھی ہر محلّہ کی مسجد میں مسنون ہے۔

پورے شہر میں ایک جگہ مسجد میں تراویح کی جماعت ادائیگی سنت کے لئے کافی ہے، یا محلّہ کی ہر مسجد میں تراویح سے سنت کی ادائیگی ہوگی؟ ایک مسجد میں تراویح کافی ہے؟ یا محلّہ کی ہر مسجد میں ضروری ہے؟ تو فقہاء نے اس مسئلہ میں تین قول لکھے ہیں:

(۱)...... علامہ طحطاوی رحمہ اللہ نے شہر کی ایک مسجد میں تراویح کو سنت کی ادائیگی کے لئے کافی قرار دیا۔

(۲)...... علامہ حصکفی رحمہ اللہ نے شہر کی ہر مسجد میں تراویح کو سنت کی ادائیگی کے لئے ضروری فرمایا۔

(۳)...... علامہ شامی رحمہ اللہ نے محلّہ کی ایک مسجد میں تراویح کو سنت کی ادائیگی کے لئے کافی سمجھا۔

(مستفاد: احسن الفتاوی ص ۴۹۸ ج ۴۔ کتاب الفتاوی ص ۲۵۴ ج ۳۔ فتاوی حقانیہ ص ۲۰۶ ج ۴۔
فتاوی دار العلوم زکریا ص ۳۳۷ ج ۳ ط: اشرفیہ، دیوبند)

اس مسئلہ میں اس سے بحث نہیں کی گئی کہ تراویح کی ادائیگی کی کفایت کے لئے مسجد شرعی شرط ہے یا مصلی بھی کافی ہے، ظاہر ہے کہ جس بستی میں کوئی شرعی مسجد نہ ہو اور عبادت خانہ ہو تو اس میں تراویح کی ادائیگی ضروری ہوگی، اور اس عبادت خانہ میں تراویح کو ناجائز

نہیں کہا جائے گا۔

اسی طرح ایسے علاقوں میں جہاں مسجد شرعی نہ ہو تو اعتکاف بھی عبادت خانہ میں جائز اور درست ہوگا۔ اور اللہ تعالی کی ذات عالی سے قوی امید ہے کہ سنت مؤکدہ اعتکاف کا ثواب ملے گا۔ (مستفاد: فتاوی رحیمیہ ص۲۰۹ ج ۵۔ کتاب المسائل ص۲۰۲ ج ۲، باب الاعتکاف)

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ نے مسجد نہ ہونے کی صورت میں مدرسہ کا اعتکاف بھی درست قرار دیا ہے۔ سوال و جواب ملاحظہ ہو:

سوال:......بستی میں مسجد تھی لیکن شہید کردی گئی ہے، اور دوسری جگہ مدرسہ میں نماز باجماعت ادا کرتے ہیں، تو کیا وہاں اعتکاف کر سکتے ہیں؟ اور اعتکاف کرنے سے سنت مؤکدہ اعتکاف ادا ہو جائے گا؟

جواب:......اگر شہید شدہ مسجد میں اعتکاف کرنا ممکن نہ ہو اور بستی میں دوسری مسجد ہو تو وہاں اعتکاف کیا جائے، مدرسہ کا اعتکاف معتبر نہ ہوگا۔ اگر مسجد نہیں ہے تو صحیح ہو جائے گا، انشاء اللہ۔ (فتاوی رحیمیہ ص۲۰۹ ج ۵)

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ نے قید خانہ میں جہاں جماعت ہوتی ہو اس میں بھی اعتکاف کرنے کی اجازت دی ہے۔

(مستفاد: فتاوی محمودیہ ص۴۰۴ ج ۱۶ (قدیم)۔ مسائل اعتکاف۔ مرغوب الفقہ ص۲۸۳ ج ۶)

سوال و جواب درج ہیں:

سوال:......ہم پاکستانی جنگی قیدی ہیں، ہم نماز باجماعت ادا کرتے ہیں، عیدین اور جمعہ اسیری کی وجہ سے معاف ہے، اگر رمضان تک رہنا ہو تو روزہ اور تراویح اور اعتکاف کی کیا پوزیشن ہے؟ نمازیں باجماعت مع اذان ایک کمرہ میں پڑھتے ہیں۔

جواب:......آپ صاحبان کو جب وہاں اذان و جماعت کی سہولت ہے، کوئی رکاوٹ نہیں اور دوسرے کا وہاں داخل ہونا نماز جمعہ سے منع کرنے کے لئے نہیں بلکہ قانونی تحفظ کے لئے منع ہے، ایسی حالت میں بعض کتب فقہ کی عبارات کے تحت وہاں جمعہ اور عیدین ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ روزہ، تراویح میں کوئی پابندی نہیں، حکم شرعی کے مطابق روزہ رکھیں تراویح پڑھیں۔ اگر مسجد مستقل نہ ہو تو جہاں جماعت کرتے ہیں وہاں اعتکاف کر سکتے ہیں۔ (فتاوی محمودیہ، ص ۳۸ ج ۸، جامعہ فاروقیہ، کراچی۔ ص ۳۴۲ ج ۱۲، مکتبہ محمودیہ، میرٹھ)

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ اعتکاف کے لئے مسجد شرط نہیں..... یورپ اور امریکہ میں مصلی (جماعت خانہ) ہوتا ہے، جب تک حکومت کی طرف سے مسجد بنانے کی باقاعدہ اجازت نہیں ملتی لوگ کوئی گھر وغیرہ کرایہ پر لے کر اس کو عارضی مسجد بنا لیتے ہیں، وہاں پنج وقتہ نماز ہوتی ہے، امام متعین ہوتا ہے، اور نمازی بھی متعین ہوتے ہیں، پھر جب مسجد بنانے کی اجازت مل جاتی ہے تو مسجد بنا لیتے ہیں، ان جماعت خانوں میں مفتیان کرام نے اعتکاف کے جواز کا فتوی دیا ہے۔ (تحفۃ القاری ص ۱۰۹ ج ۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پہاڑوں کی غاروں میں اعتکاف فرمایا تھا۔ آپ کا یہ عمل بھی غیر شرعی مسجد میں اعتکاف کے جواز کی دلیل بن سکتا ہے۔ اگر چہ اس روایت کا جواب بھی دیا جا سکتا ہے اور اس کی تاویل بھی کی جا سکتی ہے۔

(۱)......عن ابن ابی ملیکۃ قال : اعتکفت عائشۃ بین حراء و ثبیر فکنا نأتیھا ھناک و عبدٌ لھا یؤُمُّھا۔

ترجمہ:......حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

حراء اور ثبیر (نامی پہاڑوں) کی (غاروں میں) اعتکاف فرمایا تھا، ہم وہاں ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، (نماز کے وقت) ان کا ایک غلام ان کی امامت کیا کرتا تھا۔

(مصنف عبدالرزاق ص۳۵۰ ج۴، باب لا جوار الا فی مسجد جماعة ، کتاب الاعتکاف ، رقم الحدیث:۸۰۲۱)

نوٹ:......آخر میں اہل علم کے لئے چند عربی عبارات نقل کی جاتی ہیں، تا کہ ان کو دلائل کے سمجھنے میں سہولت رہے۔

(۱)......وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ۔ (پ۲:،سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۱۸۷)

(۲)......عن عائشة رضی الله عنها قالت :...... ولا اعتكاف الا فی مسجد جامع۔

(ابوداؤد، باب المعتكف يعود المريض ، كتاب الصيام ، رقم الحديث:۲۴۷۳)

(۳)......عن علی رضی الله عنه قال : لا اعتكاف الا فی مسجد جماعة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۰۹ ج۲، من قال : لا اعتكاف الا فی مسجد یجمع فیه ،كتاب الصيام ، رقم الحديث:۹۶۷۳۔ مصنف عبدالرزاق ص۳۴۶ ج۴، باب لا جِوار الا فی مسجد جماعة ، كتاب الاعتكاف ، رقم الحديث:۸۰۰۹)

(۴)......ثم الاعتكاف لا یصح الا فی مسجد الجماعة۔

(ہدایہ ص۲۴۷ ج۱، باب الاعتكاف ، كتاب الصوم)

(۵)......وكذا المسجد من الشروط أی كونه فيه۔

(فتح القدیر ص۳۰۶ ج۲، باب الاعتكاف)

(۶)......(وباقی أهل المحلة أقامها منفردا) أفاد بهذا التعبير أنها سنة كفاية لكل محلة فيهامسجد فاقامتها بمسجد واحد منها فی البلد لا تسقط الجماعة عن

جـميـعهـم حيث تعددت مساجد المحلة ، ويحرر ومقتضى اطلاقهم أنها سنة كفاية أنّ المراد أنها سنة كفاية البلد لا فى المحلة۔

(حاشية الطحطاوى ص٤١٣، فصل فى صلوة التراويح ،كتاب الصلوة ، دار الكتب العلمية ، بيروت)

(٧)...... قوله : (سنة كفاية) نظيرها اقامة التراويح بالجماعة ، فاذا قام بها البعض سقط الطلب عن الباقين''۔

(شامى ص٤٣٠ ج٣، باب الاعتكاف ، كتاب الصوم ، ط : مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

(٨)......(أفاد أن أصل التراويح سنة عين (الى ان قال) وهل المراد أنها سنة كفاية لأهل كل مسجد من البلدة أومسجد واحد منها أو من المحلة ؟ ظاهر كلام الشارح الأول ، واستظهر ط الثانى ، ويظهر لى الثالث ، لقول المنية : حتى لو ترك أهل محلة كلهم الجماعة فقد تركوا السنة وأساوؤا''۔

(شامى ص٤٩٥ ج٢، مبحث صلوة التراويح ، باب الوتر والنوافل ، كتاب الصلوة ، ط : مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

نوٹ:......کسی اہل علم اور ارباب افتاء کو اس فتوی سے اختلاف ہوسکتا ہے۔ مسائل میں اختلاف دور اول سے رہا اور رہے گا۔ نہ مجھے اس فتوی کے تعاقب کرنے والوں کو کوئی جواب دینا ہے اور نہ ان سے الجھنا اور بحث کرنا ہے۔ البتہ صحیح دلائل کی بنیاد پر بلا تکلف رجوع کیا جاسکتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم و علمه احکم وا تم

کتبہ: مرغوب احمد لاجپوری

١٧ر جمادی الاخری ١٤٤٥ھ مطابق: ٣١ر دسمبر ٢٠٢٣

اتوار

Scanned with CamScanner